چراغ علم جلاؤ

بہت اندھیرا ہے

زیادہ علم والوں سے علم سیکھو

کم علم والوں کو علم سکھاؤ

تحریر

حافظ **محمد زمان خان** چشتی سیالوی (ایم اے اسلامیات)

ادارہ نجم الہدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ

پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد

اللہ تعالیٰ

نے

اپنے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا

میں علیم ہوں..........اور

علم والوں سے محبت کرتا ہوں۔ (الحدیث)

علم کی مثال

خدا کے برگزیدہ پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ "انسان کے سینے میں علم کی مثال ایسی ہے' جیسے اندھیرے گھر میں چراغ۔"

علم و حکمت کس لئے؟

خدا کے پیارے رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا!

"میرے ساتھیو! میں تمہیں حکمت اور دانائی کی باتیں اس لیئے نہیں سکھاتا ہوں کہ تم بیٹھے بیٹھے ان پر تعجب کرو اور ان کی داد دیتے رہو' میں تمہیں حکمت اور دانائی کی تعلیم اس لیئے دیتا ہوں کہ تم اس پر عمل کرو۔"

علم و حکمت پر ظلم

"میرے بھائی عیسیٰ بن مریم نے بنی اسرائیل کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ دورانِ خطبہ رحمت دو جہاں ﷺ نے بتایا۔

"لوگو! علم و حکمت ان لوگوں کو نہ سکھاؤ جو اس کے اہل نہیں ہیں۔ اس لیئے کہ نااہلوں کو علم و حکمت سکھانا' علم و حکمت پر ظلم ہے اور جو اس کے اہل ہیں ان کو اس سے محروم نہ رکھو۔ اہلیت رکھنے والوں کو علم و حکمت نہ پہنچانا ان پر ظلم ہے۔"

فرمان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باب العلم حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علم کو مال پر سات وجہ سے فضیلت حاصل ہے۔

۱۔ علم (دین) پیغمبروں اور ولیوں کی میراث ہے اور مال فرعون و شداد کی میراث ہے۔

فائدہ:۔ اس فرمان عالیشان سے علم و مال کا فرق کتنا ظاہر ہے۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ طلباء و طالبات جو انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی میراث حاصل کرتے ہیں۔

۲۔ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بالکل ختم بھی ہو جاتا ہے۔ مگر علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا۔

فائدہ:۔ یہ بات شب و روز کے مشاہدے سے ثابت ہے کہ علم کا خزانہ جتنا خرچ کرو اتنا ہی بڑھتا ہے۔

۳۔ مال کی حفاظت کرنی پڑتی ہے تاکہ چور ڈاکو اسے نہ لے جائیں۔ مگر علم کی حفاظت نہیں کرنی پڑتی بلکہ علم صاحب علم کی حفاظت کرتا ہے۔

۴۔ جب صاحب مال مرجاتا ہے تو مال و متاع کو گھر میں چھوڑ کر خالی ہاتھ مٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ مگر علم صاحب علم کو کسی حال میں تنہا نہیں چھوڑتا۔ جینے میں ساتھ مرنے کے بعد بھی ساتھ ہی رہتا ہے۔ خوش عقیدہ عالم دین کو علم قبر میں بھی کام دے گا اور میدان محشر میں بھی اس لیئے کہ عالم باعمل بروز قیامت اپنے علم کے درجہ کی بدولت سات پشتوں کو بخشوائے گا اور متعلقین کے متعلق اللہ تعالیٰ کے حضور سفارش کرے گا۔ یا اللہ اس فلاں نے میری جوتی سیدھی کی تھی اس کو بخش دے۔ اس فلاں نے مجھے وضو کیلئے لوٹا پانی کا بھر کر دیا تھا۔ اس کو معاف فرما دے اور حافظ قرآن باعمل پانچ پشتوں کو بخشوائے گا۔ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا روز قیامت صاحب قرآن (حافظ قرآن) سے فرمایا جائے گا۔ قرآن شریف پڑھتا جا اور بہشت کے درجوں پر چڑھتا جا۔ ذرا غور فرمائیں کہ کسی بڑے سے بڑے مالدار، جاگیردار کی موت پر خدا اور رسول ﷺ کی طرف سے اظہار افسوس نہیں کیا گیا۔ مگر عالم دین کی موت کے متعلق ارشاد ہوا۔ موت العالم۔ موت العالم

۵۔ مال ایک ایسی خسیس چیز ہے جو مومن اور غیر مومن ہر ایک کو ملتا ہے مگر علم نافع سوائے مومن کے کسی کو نہیں ملتا۔

۶۔ تمام لوگ مالداروں کے محتاج ہوتے ہیں مگر دنیا کے اندر کوئی ایسا نہیں جو عالم دین کا محتاج نہ ہو بلکہ جنت میں بھی لوگ علماء کے محتاج ہوں گے۔

بروز قیامت علم پل صراط سے گزرنے کے وقت طاقت دے گا اور مال ضعف کا سبب بنے گا۔

خنزیر کے آگے موتی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ "لوگو! خنزیر کے آگے موتی نہ ڈالو۔ وہ موتی کی قدر نہیں جانتا۔ جس کو علم و حکمت کی چاہ نہ ہو اس کو ہرگز نہ سکھاؤ۔ حکمت موتی سے کہیں زیادہ قیمتی ہے اور جو شخص علم و حکمت کا طالب نہیں ہے وہ خنزیر سے زیادہ بدتر ہے۔"

علم کی حفاظت

بہت مشہور اور پرانا مقولہ ہے۔ "علم کی سب سے بڑی حفاظت یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اور ان لوگوں کو علم سکھایا جائے جو اس کے اہل ہوں۔ علم آگ کی طرح ہے جو جلتے رہنے اور خرچ ہونے سے نہیں بجھتی۔ ہاں اگر اسے ایندھن نہ ملے تو بجھ جاتی ہے۔ علم کام میں آنے سے کم نہیں ہوتا۔ ہاں اگر اسے قدرداں نہ ملیں تو مٹ جاتا ہے۔

علم و حکمت کا اصل حقدار

اپنے حواریوں کو خطاب کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ "میرے ساتھیو! علم و حکمت کی باتیں کرنے والا اور علم و حکمت کی باتیں سننے والا دونوں علم و حکمت میں شریک ہیں۔ لیکن علم و حکمت کا اصل حقدار وہی ہے جو اس پر عمل کرے۔ میرے ساتھیو! اندھے کو بھلا روشن سورج سے کیا فائدہ؟ جب وہ اس سے فائدہ ہی نہیں اٹھاتا۔"

علم دل مردہ کی زندگی

بیٹے! اب تمہاری سوجھ بوجھ اور حکمت کس منزل میں ہے؟ سوڈان کے حکیم لقمان نے اپنے بیٹے سے پوچھا۔

اباجان! میں بے فائدہ باتوں سے دور رہنے لگا ہوں۔ دانا حکیم کے دانا بیٹے نے جواب دیا۔

بیٹے! ابھی تمہاری دانائی میں کچھ کسرباقی ہے۔ دیکھو! علم والوں کی صحبت میں بیٹھا کرو۔ بیٹے! خدا تعالیٰ علم و حکمت کے نور سے مردہ دلوں کو اس طرح زندگی بخشتا ہے جس طرح بارش سے مردہ زمین لہلہا اٹھتی ہے۔ دانا حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

سب سے بڑا عالم

سوڈان کے بزرگ حکیم لقمان سے کسی نے سوال کیا۔

حضرت دنیا میں سب سے بڑا مالدار کون ہے؟

حضرت لقمان نے جواب دیا۔ "سب سے بڑا مالدار وہ ہے جو ہر حال میں اپنے ہی سرمائے پر قناعت کرے اور جس کے دل میں ذرا بھی حرص اور لالچ نہ ہو۔"

اس نے پھر سوال کیا۔

حضرت دنیا میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟

"سب سے بڑا عالم وہ ہے جو دوسروں کے علم سے برابر اپنے علم میں اضافہ کرتا رہے۔" حضرت لقمان نے جواب دیا۔

طالب علم اور خاکساری

سوڈانی حکیم نے اپنے پیارے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔
"پیارے بیٹے! علماء سے کبھی کٹ حجتی نہ کرنا کہ تم ان کی نظروں سے گر جاؤ گے اور پھر تمہیں اپنے پاس پھٹکنے نہ دیں گے۔
اور دیکھو! جاہلوں سے کبھی بحث و تکرار نہ کرنا بے وقوفوں سے الجھو گے تو وہ گالی گلوچ پر اتر آئیں گے اور تمہیں ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش کریں گے۔
علم والے چھوٹے ہوں یا بڑے ان کے ساتھ تحمل اور برداشت سے کام لینا اس لئے کہ علم والوں کے درمیان وہی کھپ سکتا ہے جو نرمی اور خاکساری سے پیش آتا ہے اور علم کا حریص ہوتا ہے۔"

سب سے افضل کون

حضرت لقمان سے کسی نے پوچھا۔ سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا! "مومن عالم' اس کے پاس ہمیشہ بھلائی اور اچھائی ہی ملے گی۔"

علم کی محبت

ایک بار محبوب کریم ﷺ اپنی مسجد میں ٹیک لگائے بیٹھے تھے اور آپ ﷺ نے سرخ چادر اوڑھ رکھی تھی۔ صفوانؓ ابن عالی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے۔ اے اللہ کے رسول ﷺ میں قبیلہ مراد کا ایک آدمی ہوں' علم کی تلاش میں گھر سے نکلا ہوں اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ حضور ﷺ بہت خوش ہوئے' اٹھ کر ان کا استقبال کیا' دعائیں دیں اور فرمایا! جب کوئی شخص علم کی طلب میں گھر سے نکلتا ہے تو رحمت کے فرشتے ہر طرف سے اس کو گھیر لیتے ہیں' اس پر اپنے پروں کا سایہ کرتے ہیں' سب اس کے پاس بھیڑ لگا لیتے ہیں اور علم سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ شوق میں سب سے نچلے آسمان تک چلے آتے ہیں۔

علم و ذکر کا مقابلہ

معلم کائنات ﷺ ایک دن اپنی مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ دو مجلسیں جمی ہوئی

ہیں۔ ایک مجلس کے لوگ ذکر و تسبیح میں مشغول ہیں اور دوسری مجلس کے لوگ علم و دین سیکھنے میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! دونوں ہی مجلسوں کے لوگ نیکی اور بھلائی کے کام میں لگے ہوئے ہیں، لیکن ان میں سے ایک مجلس دوسری مجلس سے افضل اور بہتر ہے۔ یہ لوگ تو اپنے خدا کی یاد اور استغفار میں لگے ہوئے ہیں، خدا چاہے گا تو ان کو دے گا، نہ چاہے گا تو نہ دے گا۔ رہے یہ دوسرے لوگ تو یہ خود دین سیکھنے اور ناواقفوں کو سکھانے میں لگے ہوئے ہیں اور میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں، یہ فرمایا اور آپ ﷺ بھی انہیں پڑھنے پڑھانے والوں میں بیٹھ گئے۔

عالم کی دو قسمیں

راحت جاں ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا! اس امت کے عالم دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ عالم ہے جس کو خدا نے دین کا علم بخشا اور اس نے خوب لوگوں کو سکھایا اور لوگوں سے سکھانے کے بدلے میں نہ چاندی لی نہ سونا اور نہ ہی کوئی اور بدلہ مانگا۔ ایسے نیک عالموں کیلئے آسمان کے پرندے، زمین کے جانور، پانی کی مچھلیاں اور فرشتے سب ہی دعا کرتے ہیں۔ دوسرا عالم وہ ہے جس کو خدا نے علم کی دولت سے مالا مال کیا، لیکن اس نے خدا کے بندوں کو کچھ نہ سکھایا، جو کچھ سکھایا اس کا بدلہ لیا، دنیا کا فائدہ کمایا، چاندی سونا بٹورا۔ ایسا عالم قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے منہ میں آگ کی لگام لگی ہو گی۔ توبہ توبہ!

مہکتے پھول

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بڑے مشہور صحابی ہیں۔ آپ کے والد کا نام حضرت مسعود رضی اللہ عنہ تھا۔ بہت بڑے علامہ تھے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان ان کے علم کی بڑی قدر کرتے تھے۔ کوفہ میں انہوں نے قرآن کی ایک مجلس قائم کر رکھی تھی۔ جس میں بڑے بڑے عالم شریک ہوتے اور قرآن شریف کو سمجھنے سمجھانے کی کوشش کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو علم سے بڑی محبت تھی۔ جب کبھی لڑکوں کو پڑھتے دیکھتے تو خوشی سے جھوم جاتے اور فرماتے۔ "شاباش بچو! تم حکمت اور دانائی کے سرچشمے ہو، دنیا کے اندھیروں کیلئے روشنی ہو، تم پھٹے پرانے کپڑوں میں ہو، لیکن تمہارے دل تروتازہ ہیں، تم علم کی خاطر دنیا کے دھندوں سے الگ حجروں میں قید ہو، تم قوم و ملت کے مہکتے پھول ہو۔"

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی آرزو

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ بڑے مرتبے والے صحابی ہیں۔ پیغمبر رحمت ﷺ نے

خود انہیں یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں ان کی بڑی قدر تھی۔ فرماتے تھے ' "عورتیں اب معاذ رضی اللہ عنہ جیسا آدمی پیدا نہیں کر سکتیں۔"

آپ رضی اللہ عنہ کو عالموں کی صحبت کا بڑا شوق تھا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کا آخری وقت ہوا تو اپنی باندی سے پوچھا۔ "کیا صبح ہو گئی؟" باندی نے کہا' ابھی نہیں۔ آپ کچھ دیر چپ رہے پھر پوچھا۔ باندی نے کہا' جی ہاں' اب صبح ہو گئی ہے۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے ایک آہ بھری اور فرمایا! "خدا ایسی صبح سے بچائے جو دوزخ کی طرف لے جانے والی ہو۔" پھر فرمایا! اے موت' اے اچھی مہمان' مرحبا تو ایسے گھر میں آئی ہے' جس میں فاقہ ہے' پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خدا کو پکارا' اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ دنیا میں رہنے کی آرزو اس لئے ہرگز نہیں رکھتا کہ یہاں باغ لگائے' نہریں نکالے۔ وہ تو بس اس لئے دنیا میں رہا کہ تکلیفوں میں لمبی لمبی راتیں کاٹ دے اور گرمی کے دنوں میں سخت پیاس کی تکلیف برداشت کرے' دنیا میں رہنے کی آرزو اگر اسے ہے تو صرف اس لئے کہ علمی مجلسوں میں بیٹھے اور علماء کے ہجوم میں رہے۔"

درسگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غریب طالب علم

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر میں ایک پٹا ہوا چبوترہ تھا۔ اس چبوترے پر وہ لوگ رہا کرتے تھے' جو علم کے شوق میں یہاں پڑے رہتے تھے' نہ ان کا کہیں گھر بار تھا' نہ کوئی کاروبار' نہ انہیں دنیا کے معاملات سے کوئی دلچسپی تھی اور نہ کسی دھندے سے۔ بس دن رات اسی چبوترے پر پڑے رہتے۔ کچھ مل جاتا کھا لیتے ورنہ بھوکے رہتے۔ علم کے شوق نے انہیں ہر چیز سے بے فکر کر رکھا تھا۔ راحت دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں اور قرآن شریف کے سوا اور انہیں کسی بات کا ہوش نہ تھا۔ ان لوگوں کو اصحابہ صفہ کہتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے فقروفاقہ کا ایک واقعہ بہت مشہور ہے۔ خود سناتے ہیں کہ ایک دن مارے بھوک کے میرا برا حال تھا۔ میں اس راستے پر جا کر بیٹھ گیا جہاں سے پیارے صحابہ علیہم الرضوان آتے جاتے تھے کہ شاید کسی کو ترس آجائے۔ تھوڑی دیر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گزرے۔ میں نے بڑھ کر سلام کیا اور بہانہ کر کے ان سے قرآن شریف کی ایک آیت پوچھنے لگا۔ وہ میرا مطلب نہ سمجھ سکے اور قرآن کی آیت بتا کر روانہ ہو گئے۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ میں نے ان سے بھی اسی طرح ایک آیت پوچھی' وہ بھی نہ سمجھ سکے اور آیت بتا کر چل دیئے۔ ان کے بعد دوجہاں کے سردار محبوب دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ مجھے دیکھا تو مسکرائے اور سمجھ گئے کہ میں بھوک سے بے چین ہوں۔ فرمایا ابو ہریرہ! آؤ میرے ساتھ آجاؤ۔ میں پیچھے

پیچھے چل دیا۔ آپ ﷺ نے گھر والوں سے پوچھا یہ پیالہ کیسا ہے؟ گھر والوں نے بتایا یارسول اللہ ﷺ یہ فلاں آدمی نے آپ ﷺ کیلئے تحفہ بھیجا ہے۔ محبوب کریم ﷺ بہت خوش ہوئے اور مجھ سے فرمایا ابو ہریرہ! جاؤ اپنے تمام ساتھیوں کو بلا لاؤ۔ سب بھوکے ہوں گے۔ یہ سن کر مجھے بہت غم ہوا۔ دل ہی دل میں کڑھنے لگا کہ اس بھوک میں ایک کٹورا دودھ تو میرے لئے بھی کافی نہیں ہے اور محبوب کبریاء ﷺ سارے اصحاب علیہم الرضوان کو بلا رہے ہیں۔ اصحاب صفہ ایک تو ہیں نہیں، لگ بھگ چالیس (۴۰) آدمی ہیں یا ستر (۷۰) کے قریب۔ ایک کٹورے میں سب کا کیا بھلا ہوگا؟ پھر یہ سوچ کر اور بھی میرا دل بیٹھنے لگا کہ جب میں ان لوگوں کو بلا کر لا رہا ہوں تو راحت جاں ﷺ مجھ سے ہی پلانے کیلئے فرمائیں گے اور میرا نمبر سب سے بعد میں آئے گا۔ پھر بھلا میرے لئے کیا بچے گا؟ یہ سب کچھ سوچتا اور کڑھتا ہوا میں ان لوگوں کو بلانے کیلئے چل دیا۔ مسجد نبوی ﷺ سے سب کو ساتھ لیا اور محبوب کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے سب کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ سب لوگ ایک ترتیب سے خاموش بیٹھ گئے۔ راحت جاں ﷺ نے مجھ سے فرمایا ابو ہریرہ! لو یہ دودھ کا پیالہ اور باری باری سب کو پلاؤ۔ میں سب کو باری باری پیالہ دیتا گیا۔ ہر ایک نے خوب پیٹ بھر بھر کر پیا مگر خدا کی شان کہ پیالے میں دودھ اتنا کا اتنا ہی رہا۔ ذرا بھی کم نہ ہوا۔ میں سب کو پلاتے ہوئے محبوب دوجہاں ﷺ کے پاس پہنچا اور دودھ کا پیالہ پیش کیا۔ آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ محبوب کبریا ﷺ نے پیالہ میرے ہاتھ سے لیا اور مسکراتے ہوئے بولے۔ ابو ہریرہ! اب تم ہم دو ہی آدمی رہ گئے ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ۔ فرمایا اچھا بیٹھو اور پیو۔ میں نے خوب پیٹ بھر کر پیا۔ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ اور پیو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اب تو ذرا بھی گنجائش نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا لاؤ پیالہ مجھے دو میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں پیالہ پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے پہلے اللہ تعالیٰ کی پاکی اور حمد بیان کی اور پھر بسم اللہ کر کے بچا ہوا دودھ نوش فرمالیا۔

آخرت میں غریب طالب علموں کا مرتبہ

راحت دوجہاں ﷺ کی درسگاہ میں رہنے والے طالب علم بڑے ہی غریب تھے۔ نہ ان کے پاس کھانے کو تھا نہ پہننے کو۔ لوگ انہیں پھٹے حالوں میں دیکھ کر سمجھتے کہ دیوانے ہیں اور ان کی طرف ذرا توجہ نہ کرتے مگر اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے نزدیک ان کا بڑا مرتبہ تھا۔ کیونکہ انہوں نے دنیا کا عیش و آرام دین کی خاطر چھوڑ رکھا تھا اور دینی علم حاصل کرنے کیلئے انہوں نے اپنی دنیا بگاڑی تھی۔

☆ حضرت ابو سعید انصاری رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ ایک دن کا قصہ سناتے ہیں کہ میں ایک دن اصحاب صفہ علیہم الرضوان کے پاس جا کر بیٹھا۔ میں نے دیکھا کہ ان کے پاس تن ڈھکنے کو کپڑے نہیں ہیں' بدن چھپانے کیلئے ایک دوسرے کی آڑ لیئے بیٹھے ہیں اور ایک صاحب نہایت سکون سے قرآن شریف پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ اتنے میں محبوب کبریا ﷺ مجلس میں تشریف لائے۔ پڑھنے والے صاحب خاموش ہو گئے۔ راحت دوجہاں ﷺ نے سب کو سلام کیا اور پوچھا تم لوگ کیا کر رہے تھے؟ لوگوں نے جواب دیا قرآن شریف کی تلاوت ہو رہی تھی۔ جان کائنات ﷺ بہت خوش ہوئے۔ خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا ساری تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جس نے میری امت میں دین کا شوق رکھنے والے تم جیسے لوگوں کو پیدا کیا ہے اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تم لوگوں کے ساتھ رہوں۔ پھر محبوب کریم ﷺ انہیں لوگوں کے بیچ میں سب کے ساتھ بیٹھ گئے اور لوگوں کو اشارہ فرمایا کہ گھیرا بنا کر بیٹھ جائیں۔ سب گھیرا بنا کر بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہو گئے۔

محبوب دوجہاں ﷺ نے فرمایا۔ اے غریب مہاجرو سنو! تمہیں ایک خوشخبری سناتا ہوں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں نور بخشے گا اور مالدار لوگوں سے آدھے دن پہلے تم جنت میں پہنچ جاؤ گے۔ جانتے ہو یہ آدھا دن کتنا بڑا ہو گا۔ پورے پانچ سو سال کے برابر۔ تم سب غریب مہاجر جنت میں مزے کر رہے ہو گے اور مالدار لوگ اپنا حساب چکانے میں لگے ہوں گے۔

علم ایک چشمہ ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ ان کے والد آتش پرست تھے۔ ایک دن یہ اپنے کھیت پر جا رہے تھے۔ راستے میں عیسائیوں کو گرجا میں نماز پڑھتے دیکھا۔ بہت متاثر ہوئے اور پھر عیسائیوں کے ساتھ فارس سے شام چلے گئے۔ پھر کئی سال مختلف پادریوں کے پاس رہے۔ پادریوں نے انہیں بتایا کہ حجاز میں اللہ کے آخری رسول ﷺ آنے والے ہیں اور آپ ﷺ کی کچھ علامتیں بتائیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ عرب پہنچے اور پادریوں کی بتائی ہوئی تمام علامتیں محبوب کبریا ﷺ میں پائیں۔ چنانچہ ایمان لائے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں آپ کا بہت بڑا درجہ ہے۔ محبوب دوجہاں ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ سلمان ہم اہل بیت میں سے ہیں۔ غزوہ خندق میں انہی کے مشورے سے محبوب دوجہاں ﷺ نے خندق کھودنے کا حکم دیا تھا۔ بہت دنوں تک مدائن کے گورنر رہے۔ جو تنخواہ ملتی سب غریبوں میں خیرات کر دیتے اور دست کاری کر کے اپنا پیٹ پالتے تھے۔ یہ مسلمان ہونے سے پہلے اپنے دین کے بھی بڑے عالم تھے اور مسلمان ہونے کے بعد

یہ اسلام کے بھی بڑے عالم ہوئے۔ ان کی دانائی کی بہت سی اچھی اچھی باتیں مشہور ہیں۔
☆ ایک مرتبہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ علم ایک چشمہ ہے۔ جس پر لوگ آتے ہیں اور اس سے اپنے لیئے نالیاں نکالتے ہیں۔ اللہ تعالٰی کی توفیق ہوتی ہے تو بہت سے لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اگر کوئی حکمت خاموش ہو تو سمجھ لو کہ وہ ایسا جسم ہے جس میں روح نہیں۔ اگر کوئی علم ایسا ہے کہ اس کا اظہار نہیں ہوتا تو وہ ایسا خزانہ ہے جو زمین میں دفن کیا ہوا ہے اور کوئی اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ عالم دین کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی شخص اندھیرے راستے میں لوگوں کو چراغ دکھاتا ہے کہ لوگ اس کی روشنی میں چلیں اور اس کو دل سے دعائیں دیں۔

علم کیلئے سفر

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ مدینہ میں راحت دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے میزبان ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نام خالد ابن زید ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کی قبر قسطنطنیہ میں شہرپناہ کے نیچے ہے۔ محبوب کبریاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سننے کا آپ رضی اللہ عنہ کو بہت شوق تھا۔ ایک بار کا قصہ خود ہی سناتے ہیں کہ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث سننے کیلیئے میں نے مصر تک کا سفر کیا۔ جب حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کے یہاں پہنچا تو وہ خوش ہوئے اور خاطر مدارت کرنے لگے۔ میں نے کہا حضرت میں صرف اس لیئے آیا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ سے محبوب دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سن لوں۔ اب آپ رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی نہیں ہے جس نے وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔
حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ دو زانو ہو کر بیٹھے اور فرمایا! محبوب کبریاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جس نے دنیا میں کسی مومن بھائی کی کوئی برائی چھپائی، قیامت کے دن خدا اس کے گناہوں پر پردہ ڈال دے گا۔" حدیث سنتے ہی حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ اونٹ پر سوار ہوئے اور مدینے کی راہ لی۔

بچپن میں حدیث سننے کا شوق

جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ راحت دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت میں چھوٹا سا تھا۔ ایک انصاری لڑکا میرا ہمجولی تھا۔ ایک دن میں نے اس سے کہا چلو محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ علیہم الرضوان سے علم حاصل کریں۔ خدا کا شکر ہے کہ ابھی یہ لوگ موجود ہیں۔
انصاری لڑکا ہنسا اور بولا ارے میاں! تم بھی عجیب آدمی ہو۔ صحابہ علیہم الرضوان

کے ہوتے بھلا لوگوں کو ہمارے علم کی کیا ضرورت پڑی ہے؟ خیر میں نے اس کی بات کا اثر نہیں لیا اور حدیث کا علم حاصل کرنے لگا۔ میں نے حدیث کیلئے بڑے بڑے سفر کئے۔ کبھی معلوم ہوتا کہ فلاں حدیث فلاں صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس ملے گی اور میں ان کے پاس دوڑ کر جاتا۔ معلوم ہوتا کہ وہ قیلولے میں ہیں تو میں وہیں ان کے دروازے پر اپنی چادر سر کے نیچے رکھ کر پڑا رہتا اور گرم لو کے تھپیڑوں سے میرا چہرہ جھلستا رہا۔ جب محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی رضی اللہ عنہ گھر سے نکلتے۔ مجھے اس حال میں دیکھ کر بہت متاثر ہوتے اور شفقت سے فرماتے۔ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی! آپ نے کیسے زحمت فرمائی؟ میں کہتا میں نے سنا ہے کہ آپ جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی فلاں حدیث بیان فرماتے ہیں۔ اسی کو سننے کے شوق میں حاضر ہوا ہوں۔ صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے۔ آپ نے کسی کو بھیج دیا ہوتا میں خود حاضر ہو جاتا۔ میں جواب دیتا نہیں نہیں اس کام کیلئے مجھے خود ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے تھا۔

اس کے بعد وہ زمانہ آیا کہ راحت جاں صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابی علیہم الرضوان گزر گئے اور لوگ ان کے دیدار سے محروم ہو گئے۔ تو وہی انصاری لڑکا دیکھتا کہ لوگوں کو اب میری کیسی ضرورت ہے اور وہ حسرت سے کہتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیشک تم مجھ سے بہت عقلمند نکلے۔

بچپن میں پڑھنے کی اہمیت

حضرت عروہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے لڑکوں سے فرمایا کرتے تھے۔ پیارے بچو! آؤ مجھ سے پڑھو' سیکھو۔ جلد وہ دن آنے والے ہیں کہ تم بڑے ہو گے' قوم کے ذمہ دار ہو گے۔ پہلے میں بھی تمہاری طرح چھوٹا تھا اور کوئی میری پروا نہ کرتا تھا۔ لوگوں کی نظر میں میری اور میرے کاموں کی کوئی اہمیت نہ تھی' لیکن جب میں جوان ہوا تو لوگ ہر طرف سے دوڑ دوڑ کر میرے پاس آنے لگے اور مجھ سے فتوے لینے لگے۔ اس سے بڑا عیب اور کیا ہو سکتا ہے کہ آدمی سے اس کے دین کی کوئی بات پوچھی جائے اور وہ کہے میں نہیں جانتا۔

☆ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ بچپن میں تحصیل علم پتھر کی لکیر کی طرح ہے۔

قرآن سے مثالی شغف

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ بن عمرہ کہتے ہیں کہ راحت دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ بھی نازل ہوا اس کا جاننے والا میری نظر میں عبداللہ بن مسعودؓ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ خود فرماتے ہیں۔ قرآن پاک کی کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس کے متعلق میں یہ نہ بتا سکوں کہ وہ کب نازل ہوئی کہاں نازل ہوئی اور کس بارے میں نازل ہوئی۔

☆ حضرت عمر ﷺ سفر میں تھے کہ راستے میں ایک قافلے سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت عمر ﷺ نے معلوم کرایا کہ قافلہ کہاں کا ہے۔

ایک نوجوان نے کہا کہہ دو اقبلنا من الفج العمیق (یعنی ہم دور دراز مقام سے آرہے ہیں۔) اس پر حضرت عمر ﷺ نے معلوم کرایا کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ پھر اسی نوجوان نے جواب میں کہلوایا۔ الی البیت العتیق (ان دونوں جوابوں کا لطف حاصل کرنے کیلئے قرآن پاک کی ان دونوں آیتوں کو سامنے رکھیئے جن میں فج عمیق اور بیت عتیق کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق اور لوگوں کو حج کیلئے اذن عام دے دو کہ وہ تمہارے پاس پیدل اور اونٹوں پر سوار دور دراز مقام سے آئیں۔

ثم لیقضوا تفثھم ولیوفوا نذورھم ولیطوفوا بالبیت العتیق

"پھر اپنا میل کچیل دور کریں۔ اپنی نذریں پوری کریں اور اس قدیم گھر کا طواف کریں۔) (یعنی قدیم گھر کی طرف جا رہے ہیں۔)

یہ جوابات سن کر حضرت عمر ﷺ نے کہا ان سے پوچھو قرآن پاک میں سب سے زیادہ عظمت والی آیت کون سی ہے۔ نوجوان نے قافلے کے آدمی سے کہا۔ اونچی آواز سے آیت الکرسی سنا دو۔ پھر حضرت عمر ﷺ نے کہا اچھا ان سے معلوم کرو قرآن پاک کی وہ کون سی آیت ہے جس کے ہر ہر جز پر عمل کرنا ضروری ہے۔ جواب میں نوجوان نے کہلوایا۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان ایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی

اللہ تعالی تم کو حکم دیتا ہے عدل و احسان کا' رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا اور منع کرتا ہے بدی اور بے حیائی سے اور ظلم و زیادتی سے۔ (سورۃ النحل ۹۰)

یہ سن کر حضرت عمر ﷺ نے کہا۔ ان سے دریافت کرو قرآن پاک کی سب سے زیادہ جامع آیت کون سی ہے؟ اسی نوجوان نے جواب میں کہلوایا۔

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ

تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا۔ (سورۃ الزلزال ۷'۸)

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان سے سوال کرو کہ وہ کون سی آیت ہے جو آدمی کو لرزا دیتی ہے۔ نوجوان نے جواب میں کہلوایا۔

لیس بامانیکم ولاامانی اھل الکتاب من یعمل سوء یجزبہ

انجام کار نہ تمہاری آرزوؤں پر موقوف ہے نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر جو بھی برائی کرے گا اس کا پھل ضرور پائے گا۔ (سورۃ النساء)

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے آدمی سے کہا ان سے پوچھو قرآن میں وہ کونسی آیت ہے جو سب سے زیادہ پر امید بنانے والی ہے۔ نوجوان نے اپنے آدمی سے کہا کہ وہ یہ آیت ہے۔

یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ

اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔

یہ جوابات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تمہارے قافلے میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ قافلے والوں نے جواب دیا جی ہاں موجود ہیں۔ یہ جوابات دینے والے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

دین و دنیا کی بزرگی

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج کے موقع پر اپنی بیوی کے ساتھ ایک میدان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک قافلہ ہے اور سب لوگ اونٹوں پر سوار چلے آرہے ہیں اور ایک نوجوان اونٹ پر بیٹھا مستی اور جوش میں گا رہا ہے۔

"میں گندمی رنگ والا ایک حسین جوان ہوں' جاننے والے جانتے ہیں۔ حسین نوجوان عرب کے خوش حال گھرانوں کے چشم و چراغ ہوتے ہیں۔ میں اس سخی داتا کی طرح ہوں جو اوپر منہ تک ڈول بھر کر دیتا ہے۔ میری سیالی کرنا آسان نہیں ہے۔" حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ غور سے اس کے اشعار سن رہے تھے۔ لوگوں سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے کہا حضور یہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ فرمایا! اچھا راستہ چھوڑ دو جانے دو۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ پھر کچھ لوگ آتے دکھائی دیئے۔ ان میں بھی ایک نوجوان جوش و جذبے میں گا رہا تھا۔

"حسین عورتوں میں میرے چرچے ہو رہے تھے کہ میری محبوبہ نے دیکھ لیا کہ تیز گھوڑا مجھے اڑائے لئے جا رہا ہے۔"

"عورتیں آپس میں کہنے لگیں۔ ارے تم جانتی ہو یہ بانکا جوان کون ہے؟ ہاں ہاں

کیوں نہیں، بھلا چاند بھی کہیں چھپتا ہے۔ کچھ عورتوں نے جواب دیا۔" حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے دریافت فرمایا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا۔ یہ عبداللہ ابن ربیعہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ نے فرمایا! اچھا راستہ چھوڑ دو جانے دو، یہ قافلہ بھی آگے بڑھ گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بزرگ صورت شخص کے گرد ایک بھیڑ جمع ہے۔ لوگ عقیدت و محبت سے پیچھے جا رہے ہیں۔ ہر ایک آگے بڑھ بڑھ کر کچھ پوچھ رہا ہے۔ بہت دیر ہو گئی لیکن لوگوں کی بھیڑ کسی طرح کم ہونے میں نہیں آئی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ لوگوں نے بتایا حضور یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کا دل احترام سے جھک گیا۔ عقیدت و مسرت کے ساتھ اپنی بیوی سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تمہارے باپ کی قسم سب سے بڑی بزرگی یہی ہے، خدا کی قسم دنیا و آخرت کی بزرگی یہی ہے۔

عالم دین کی عزت

ایک بار حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک جنازے میں شرکت فرمائی۔ جنازے کی نماز کے بعد آپ کی سواری کیلئے خچر لایا گیا تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جھٹ آگے بڑھ کر رکاب تھام لی۔ یہ دیکھ کر حضرت زید رضی اللہ عنہ ذرا ٹھٹکے اور فرمایا! اے میرے آقا کے ابن عم (چچا کے بیٹے) آپ تکلیف نہ فرمائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا! حضرت اطمینان سے بیٹھئے۔ علمائے دین کی اسی طرح عزت کرنی چاہیئے۔

علمی گفتگو

حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا مشہور صحابیہ تھیں۔ بڑے علم فہم والی بی بی تھیں۔ علم و فضل میں ان کا درجہ بہت اونچا ہے۔ ایک دن حضرت عون رضی اللہ عنہ چند ساتھیوں کے ساتھ ان کے ہاں پہنچے اور دیر تک علمی گفتگو کرتے رہے۔ جب گفتگو میں بہت دیر ہو گئی تو حضرت عون رضی اللہ عنہ کو احساس ہوا اور حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا سے معذرت چاہتے ہوئے کہا۔ آپ ہماری باتوں سے اکتائیں تو نہیں؟ فرمانے لگیں عون! کیا کہا........؟ میں تو ہر کام شروع کرتے وقت عبادت کی نیت کر لیتی ہوں اور خود کو عبادت میں سمجھتی ہوں، لیکن علمی گفتگو تو میری اصل غذا ہے، یہ تو میرا بہترین مشغلہ ہے، جو لطف مجھے اس میں آتا ہے کسی چیز میں بھی نہیں آتا۔

طالب علموں کا استقبال

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ راحت جاں ﷺ کے مشہور صحابی ہیں۔ امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتابوں میں ان سے گیارہ سو ستر (۱۱۷۰) حدیثیں روایت کی ہیں۔ ۷۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ طالب علموں کے ساتھ بڑی عزت سے پیش آتے۔ ابوہارون اور شہرا بن حوشب کا بیان ہے کہ جب ہم طالب علم حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ بہت خوش ہوتے' خوش دلی سے استقبال کرتے اور فرماتے....... محبوب کبریا ﷺ نے مجھے فرمایا ہے۔ "بہت جلد وہ زمانہ آئے گا کہ دنیا میں تمہارا بڑا زور ہو گا اور تمہارے پاس نئی نئی عمر کے لڑکے دین کا علم حاصل کرنے کیلئے آئیں گے' یہ علم کے بھوکے ہوں گے' ان کے دلوں میں دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کا جذبہ ہو گا۔ یہ تم سے دین دیکھنا چاہیں گے' تو اے ابو سعید! جب یہ تمہارے پاس آئیں تو انہیں شوق کے ساتھ دین کا علم سکھانا' ان کے ساتھ محبت اور مہربانی سے پیش آنا' ان کی آؤ بھگت کرنا اور انہیں حدیث سکھانا۔"

بے عمل عالم

حضرت شعبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بہت بڑے فقیہ اور محدث گزرے ہیں۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دور میں ان کو قاضی مقرر کیا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ قیامت میں حساب کتاب کے بعد جنتی لوگ بعض دوزخیوں کو دیکھ کر تعجب کریں گے اور پوچھیں گے' ارے تم لوگ یہاں کیسے؟ تمہارے ہی سمجھانے بجھانے اور نصیحت کرنے سے تو ہم جنت میں پہنچے۔ دوزخی جواب دیں گے' ہاں بھئی' تم سچ کہتے ہو' ہم تمہیں تو سمجھاتے تھے' نصیحت کرتے تھے' لیکن خود عمل نہیں کرتے تھے۔

☆ ایسے ہی عالم سے خطاب کرتے ہوئے حضرت ابوالاسود الدولی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے خوب کہا ہے۔ "تم بیماروں کیلئے شفاء کے نسخے تجویز کرتے ہو' حالانکہ تم خود ہی بیمار ہو۔" ہماری عقلوں میں نصیحتوں کے جوڑ لگاتے ہو اور حال یہ ہے کہ تم خود ہدایت سے محروم ہو۔

☆ ایک اور بزرگ حضرت منصور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ "جو لوگ ہمیں بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور خود کورے ہیں وہ حقیقت میں دیوانے ہیں۔ اگرچہ بظاہر وہ دیوانوں کی طرح ہم پر حملہ نہیں کرتے۔"

☆ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ صحابہ علیہم الرضوان علم کی

بہت قدر کرتے تھے۔ ایک بار آپ نے فرمایا! باتیں بنانا تو سب جانتے ہیں' لیکن اچھا آدمی وہی ہے جس کے قول و عمل میں فرق نہ ہو' جو کہتا ہو وہی کرتا ہو' بڑھ بڑھ کر باتیں بنانے والا اور عمل میں پیچھے رہنے والا حقیقت میں اپنا ہی منہ چڑاتا ہے۔

نیک ماں کا دفینہ

حضرت ربیعہ رائی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ کے ایک مشہور عالم تھے۔ امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قابل فخر استاد تھے۔ تابعین میں ان کا درجہ بہت اونچا مانا جاتا ہے۔ حکومت عباسیہ کے پہلے حکمران والعباس نے دارالخلافہ کا قاضی انہیں کو مقرر فرمایا تھا۔ ربیعہ رائی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد نبوی ﷺ میں درس دیا کرتے تھے اور بڑے بڑے علماء ان کے درس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ' امام اوزاعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ' حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ' حضرت شعبہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ' حضرت لیث مصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے علم و کمال رکھنے والے علماء ان کی مجلس سے فائدہ اٹھاتے اور ان کی شاگردی پر فخر کرتے تھے۔ امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ "جب سے حضرت ربیعہ رائی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دنیا سے رخصت ہوئے فقہ کا مزہ ہی جاتا رہا۔"

☆ ایک دن حضرت امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے شاگردوں کو آپ کی تعلیم کا بڑا ہی دلچسپ قصہ سنایا۔ فرمایا! حضرت ربیعہ رائی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد حضرت فروخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فوج میں تھے۔ ایک بار جب وہ جنگی سپاہیوں کے ساتھ خراسان کی جنگ میں جانے لگے تو اپنی بیوی کو خرچ کیلئے تیس ہزار اشرفیاں دیتے گئے۔ اس وقت حضرت ربیعہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ماں کے پیٹ میں تھے۔ باپ کے جانے کے بعد حضرت ربیعہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ بہت نیک اور دیندار خاتون تھیں۔ دین کے علم سے انہیں بڑی دلچسپی تھی۔ ان کی سب سے بڑی آرزو یہ تھی کہ ان کا بیٹا علم کے آسمان پر سورج بن کر چمکے۔ چنانچہ اس نیک خاتون نے اپنی ساری دولت حضرت ربیعہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پڑھانے پر صرف کرڈالی اور خود معمولی کھاپہن کر گزارہ کیا۔ خدا کے فضل و کرم سے تھوڑے ہی دنوں میں حضرت ربیعہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فقہ و حدیث میں کمال حاصل کرلیا اور خدا کی مہربانی سے انہیں وہ درجہ حاصل ہوا کہ بڑے بڑے اہل کمال مسجد نبوی ﷺ میں ان سے فائدہ اٹھانے کیلئے ان کی مجلس میں جمع ہونے لگے۔

اتفاق کی بات کہ حضرت فروخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو خراساں میں زیادہ دن ٹھہرنا پڑا۔ پورے ۲۶ سال کے بعد گھر واپس آئے۔ بیوی سے بیتے دنوں کے حالات پوچھے تو

باتوں باتوں میں خرچ کا ذکر بھی آیا۔ پوچھا تیس ہزار دینار میں کیا بچا؟

بیوی نے کہا آپ فکر نہ فرمائیں۔ وہ سب اشرفیاں محفوظ ہیں۔ میں نے حفاظت سے ایک زمین میں سب اشرفیاں دفن کر دی ہیں۔ آپ پہلے مسجد نبوی ﷺ میں نماز پڑھ آیئے تو پھر میں آپ کو بتاؤں۔

حضرت فروخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں گئے نماز کے بعد انہوں نے دیکھا کہ ایک مجلس میں بڑے بڑے علماء جمع ہیں۔ ان کے بیچ میں مسند درس پر ان کے پیارے بیٹے حضرت ربیعہ رائی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف فرما ہیں۔ خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی' دوڑے دوڑے گھر آئے' بیوی کو سارا قصہ سنایا اور دیر تک خدا کا شکر ادا کرتے رہے۔ نیک بیوی بھی خدا کا شکر ادا کرتی رہیں۔ پھر کہنے لگیں۔ ربیعہ! یہ بتایئے تیس ہزار اشرفیاں زیادہ عزیز ہیں یا ایسا انمول بیٹا۔ حضرت فروخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو چھلک پڑے' کہنے لگے ام ربیعہ! تیس ہزار اشرفیاں........ ایسے بیٹے کی قیمت تو سارے جہان کی دولت بھی نہیں ہو سکتی۔

ام ربیعہ کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا' کہنے لگیں۔ "یہی وہ زمین ہے جس میں میں نے تمہاری تیس ہزار اشرفیاں دفن کی تھیں۔"

علم کی برکت

امام اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ابھی سولہ سال کے تھے کہ ان کے والد انہیں حج کیلئے ساتھ لے گئے۔ وہاں آپ نے دیکھا کہ ایک خوبصورت بزرگ ہیں ان کا نورانی چہرہ چمک رہا ہے۔ ہر طرف سے لوگوں نے انہیں گھیر رکھا ہے اور انتہائی احترام کے ساتھ باتیں سن رہے ہیں۔ حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے والد صاحب سے پوچھا' یہ کون بزرگ ہیں؟ والد صاحب نے بتایا یہ نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی ہیں۔ ان کا نام نامی عبداللہ ابن الحارث رضی اللہ عنہ ہے۔ صحابی کا نام سن کر امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بہت خوش ہوئے اور اپنے والد سے کہا مجھے بھی ان کے پاس لے چلئے۔ میں بھی ان کی زبان سے حدیث سنوں گا۔ آپ کے والد آپ کو لئے صحابی رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچے۔ وہ فرما رہے تھے۔ محبوب کبریاء ﷺ نے فرمایا! "جو کوئی بھی دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرے گا' اللہ تعالیٰ اسے معاش کی فکر سے اس طرح آزاد کر دے گا کہ اس کا وہم و گمان بھی وہاں تک نہیں پہنچے گا۔"

علم کی قدر و قیمت

حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے لڑکے "حماد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ" ایک استاد سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ جب حماد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سورۃ فاتحہ ختم کر لی تو امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے استاد کی خدمت میں ایک ہزار درہم بھجوائے۔ استاد کو بہت تعجب ہوا کہ میں نے کونسا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے جو امام صاحب نے مجھے ایک ہزار درہم بھجوائے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو معلوم ہوا تو خود "حماد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد کے پاس پہنچے اور فرمایا' حضرت آپ نے میرے بیٹے کو جو کچھ سکھایا ہے' اس کی قیمت تو ساری دنیا بھی نہیں ہو سکتی' خدا کی قسم اگر میرے پاس اور دولت ہوتی تو وہ بھی میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا اور خوشی محسوس کرتا۔"

حکمت کی آٹھ باتیں

امام احمد ابن حنبل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے میں ایک بزرگ تھے۔ ان کا نام حاتم الاصم تھا۔ بڑے ہی نیک اور سمجھ دار آدمی تھے۔ ان کے استاد حضرت شقیق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانے کے مانے ہوئے عالموں میں سے تھے۔ قرآن' زبور' تورات' انجیل تمام ہی آسمانی کتابوں کے ماہر تھے۔ حضرت حاتم الاصم ۳۳ سال تک ان کی تربیت میں رہے اور بہت کچھ سیکھا۔ ایک دن حضرت شقیق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاتم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا۔

کیوں بھئی حاتم کتنے دنوں سے میرے ساتھ ہو؟

جناب ۳۳ سال ہو گئے۔

استاد: اچھا بتاؤ اتنے دنوں میں تم نے مجھ سے کیا سیکھا؟

طالبعلم: استاد محترم صرف آٹھ باتیں سیکھیں۔

استاد: ان للہ وانا الیہ راجعون تم نے ساری عمر میرے ساتھ گزار دی اور صرف آٹھ ہی باتیں سیکھی ہیں۔

طالبعلم: استاد محترم! جھوٹ بولنا تو میں پسند نہیں کرتا واقعی میں نے آپ سے صرف آٹھ ہی باتیں سیکھی ہیں۔

استاد: اچھا لاؤ سناؤ کیا آٹھ باتیں تم نے سیکھی ہیں؟

طالبعلم: استاد محترم! جہاں تک میں نے دنیا پر نظر ڈالی میں نے دیکھا کہ ہر آدمی کسی نہ کسی کو اپنا محبوب بنائے ہوئے ہے اور اس سے محبت کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ مرجاتا ہے اور قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے' لیکن اس کا وہ محبوب اسے قبر میں اکیلا چھوڑ دیتا ہے۔ پس میں نے صرف نیکیوں کو اپنا محبوب بنایا کہ یہ قبر میں بھی

میرے ساتھ رہیں گی اور مجھے کہیں اکیلا نہ چھوڑیں گی۔

استاد: شاباش حاتم! دوسری بات بتاؤ۔

طالبعلم: استاد محترم! میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہمیشہ اپنے سامنے رکھا۔ واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی "اور جو اپنے رب کے حضور حاضری سے ڈرتا رہا اور اپنے آپ کو بڑی خواہشوں سے روکتا رہا، اس کا ٹھکانہ یقیناً جنت ہے۔" مجھے پورا یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے بالکل سچ فرمایا پس میں نے بڑی خواہشات سے بچنے کی پوری پوری کوشش کی اور جی جان سے اپنے خدا کی بندگی میں لگ گیا۔

استاد: شاباش عزیز! تیسری بات کیا ہے؟

طالبعلم: استاد محترم! دنیا والوں کی حالت پر جہاں تک میں نے غور کیا۔ یہی نظر آیا کہ جس کے پاس بھی کوئی اچھی اور قیمتی چیز ہے وہ اسے سینت سینت کر حفاظت سے رکھتا ہے۔ پھر میری نظر سے یہ آیت گزری۔ ماعندکم ینفدوماعنداللہ باق "جو کچھ تمہارے پاس ہے (ایک دن) ختم ہو جائے گا اور جو خدا کے پاس ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گا۔" اب یہ حال ہے کہ جو اچھی چیز بھی میرے ہاتھ لگتی ہے اسے اللہ کے حوالے کر دیتا ہوں، کیونکہ میرے پاس رہے گی تو فنا ہو جائے گی۔ اللہ کے یہاں رہے گی تو ہمیشہ ہمیشہ میرے لئے باقی کر دی جائے گی۔

چوتھی بات: استاد من! میں نے مخلوق کی حالت پر جہاں تک غور کیا یہ دیکھا کہ کوئی مال اور شان و شوکت کے پیچھے لگا ہوا ہے اور کوئی نسب اور دنیوی شرافت پر، لیکن میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ سب چیزیں کوئی وزن نہیں رکھتیں۔ قرآن پاک کی یہ آیت میرے سامنے آئی۔ ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم "تم لوگوں میں جو سب سے زیادہ برائی سے بچنے والا اور نیکیاں کمانے والا ہے وہی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا ہے۔" تو میں نے برائیوں سے بچنے کیلئے کمر باندھ لی تاکہ خدا کے یہاں عزت والا بنوں۔

پانچویں بات: استاد محترم! دنیا کے حالات پر جہاں تک میں نے سوچا یہی پایا کہ کوئی کسی کو لعنت و ملامت کر رہا ہے اور کوئی کسی کو برا بھلا کہہ رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان سب پاپوں کی اصل جڑ حسد ہے۔ پھر میں نے خدا کے اس فرمان پر غور کیا۔ نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوۃ الدنیا "ان لوگوں کو دنیا کی زندگی کا سازو سامان ہم ہی نے اپنی مصلحت کے مطابق دیا ہے" (الزخرف) اور میں نے حسد سے بچنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ لوگوں سے بے پرواہ ہو گیا اور پھر کبھی حسد اور جلن کو اپنے پاس

پھٹکنے نہ دیا اور مجھ پر یہ حقیقت کھلی کہ دنیا کے سازوسامان اور مال و دولت کی یہ تقسیم تو اس خدا نے کی ہے جو برے جذبات اور بے جا جھکاؤ سے پاک ہے اس کے بعد پھر کبھی میں نے کسی سے دشمنی نہیں کی۔

چھٹی بات: استاد محترم! لوگوں کے حالات پر میں نے جہاں تک نظر ڈالی یہی دیکھا کہ کوئی کسی پر زیادتی کر رہا ہے اور کسی کی کسی سے ٹھنی ہوئی ہے۔ چنانچہ میں نے سب سے ہٹ کر خدا کے اس فرمان کو لیا۔ ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا "بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تم اسی کو اپنا دشمن سمجھو۔" پھر میں نے اس عدو مبین سے بچنے کی کوشش کی، صرف اسی سے دشمنی کی ٹھانی اور کسی کو اپنا دشمن نہ سمجھا کیونکہ خدا نے اسی کو دشمن ٹھہرایا ہے۔

ساتویں بات: پھر حاتم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا۔ استاد محترم! میں نے جہاں تک دنیا والوں پر نظر دوڑائی، دیکھا کہ چند ٹکڑوں کی طلب میں ہر ایک لگا ہوا ہے، اسی کیلئے طرح کی ذلت اوڑھتا ہے اور لالچ میں حلال و حرام کی کوئی پرواہ نہیں کرتا، پھر میں نے خدا کی اس آیت پر غور کیا۔ ومامن دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا "زمین پر چلتے پھرنے والے ہر جاندار کی روزی اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے۔" میں اس پر پہنچا کہ آخر میں بھی تو زمین پر چلنے والے ان جانداروں ہی میں سے ہوں جن کی روزی کا ذمہ اللہ کریم نے لیا ہے۔ چنانچہ پھر میں کبھی اس چیز کی فکر میں نہیں پڑا جو اللہ کے یہاں سے بہرحال مجھے ملنے والی ہے اور ہر طرف سے بے پرواہ ہو کر یکسوئی کے ساتھ تمام حقوق کو ادا کرنے میں لگ گیا جو مجھ پر واجب ہیں۔

آٹھویں بات: استاد محترم! آخری بات یہ ہے کہ لوگوں کے حالات پر جہاں تک میں نے سوچا یہی معلوم ہوا کہ ہر ایک نے بودی اور کمزور چیزوں پر بھروسہ کر رکھا ہے، کوئی اپنے مال اور سامان پر بھروسہ کئے ہوئے ہے، کوئی اپنی کاریگری پر، کوئی اپنی صحت و قوت پر، غرض انسان اپنے ہی جیسے انسانوں پر تکیہ کئے ہوئے ہے یا اپنی حقیر قوتوں پر۔ یہ حالت دیکھ کر میں نے خدا کے اس سچے فرمان کو دل سے لگایا۔ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ "جو اللہ پر بھروسہ کرے گا تو اللہ اس کیلئے کافی ہے۔" پس میں نے ہر چیز سے نظر ہٹا کر صرف خدا پر بھروسہ کیا اور واقعی خدا میرے لئے کافی ہے۔

شاگرد کی یہ سیدھی سچی ایمان افروز باتیں سن کر حضرت شفیق بلخی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بہت خوش ہوئے۔ لائق شاگرد کو علم و عمل اور ترقی کی دعائیں دیں اور فرمایا حاتم! میں نے تورات و انجیل پر بھی غور کیا، زبور اور قرآن پر بھی خوب غور کیا، تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ یہی آٹھ باتیں ہیں۔

حدیث سے محبت

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ اکثر دن بھر گھر میں ہی بیٹھے رہتے۔ نماز کیلئے ہی نکلتے' لیکن نماز پڑھتے ہی فوراً گھر چلے آتے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے ان سے پوچھا حضرت گھر میں تنہا بیٹھے آپ کی طبیعت نہیں گھبراتی؟ آپ کبھی ہماری مجلس میں آکر نہیں بیٹھے؟ فرمایا! گھبرانا کیسا؟ میں تو ہر وقت راحت جاں ﷺ اور پیارے صحابہ علیہم الرضوان کی مجلس میں بیٹھا رہتا ہوں۔

جان کائنات ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اب کہاں ہیں؟ لوگوں نے تعجب سے کہا۔

فرمایا! میں حدیث کے مطالعہ میں مشغول ہو کر ان کی صحبت میں پہنچ جاتا ہوں' ان کی مجلس میں شریک ہو کر ایک ایک بات دیکھتا ہوں' ان کی بات چیت سنتا ہوں' حدیث کے آئینے میں ان کی پوری زندگی میرے سامنے ہوتی ہے۔

دینی تجارت

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کاروبار کیلئے حضرت کو پچاس ہزار کی رقم دی۔ حضرت نے یہ رقم لی اور تجارت کا سامان خریدنے کے بجائے سفر کی تیاری شرروع کر دی۔ دور دور ملکوں کے سفر کئے۔ بڑے عالموں کی صحبت میں رہے۔ ان سے فیض حاصل کیا اور حدیث رسول ﷺ کے دفتر کے دفتر جمع کئے۔ جب رقم ختم ہو گئی تو گھر واپس آئے۔

حضرت مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بہت خوش تھے کہ بیٹے نے دور دراز کے سفر کئے ہیں' بہت کچھ کمایا ہو گا' بیٹے سے پوچھا' بیٹے! تجارتی سفر کیسا رہا' کیا کچھ کما کر لائے ہو؟ ایک ایسی دولت کما کر لایا ہوں جو کبھی ختم نہ ہو گی۔ سعادت مند بیٹے نے اطمینان کے ساتھ جواب دیا۔

ختم نہ ہونے والی دولت کونسی ہے بیٹے؟ حضرت مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تعجب سے پوچھا۔ ابا جان! لوگ تو ایسی تجارتوں میں اپنی رقمیں لگاتے ہیں' جن کا نفع بس اسی دنیا میں ختم ہو جاتا ہے' لیکن میں نے ایک ایسی تجارت میں اپنی رقم لگائی ہے' جس کا نفع دونوں جہان میں ملے گا اور کبھی ختم نہ ہو گا۔ بیٹے کی یہ سمجھ داری دیکھ کر باپ کو بہت خوشی ہوئی' پوچھا بیٹے! بتاؤ تو سہی وہ کون سی ختم نہ ہونے والی دولت ہے جو تم کما کر لائے ہو؟

حضرت عبداللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث کے دفتروں کی طرف اشارہ کر کے

کہا۔ ابا جان یہ ہے وہ دونوں جہاں میں نفع دینے والی دولت۔ معلم کائنات ﷺ کے علم کا خزانہ..... میں نے اسی خزانے کو حاصل کرنے میں ساری دولت لگا دی۔

حضرت مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ آنکھوں میں خوشی کے آنسو تیرنے لگے' بیٹے کو گلے سے لگایا' دعائیں دیں' اللہ کا شکرادا کیا۔

تھوڑے دنوں کے بعد بیٹے کو پھر تیس ہزار کی رقم دی اور کہا بیٹے! اگر تمہاری کامیاب تجارت میں کوئی کمی رہ گئی ہو تو اس رقم سے اسے بھی پورا کرلو۔

استاد کا احترام

حران میں ایک مسافر حجام کو اس کی گستاخی پر تنبیہ کر رہے تھے کہ حمام میں سے حران کے ایک رئیس نہا کر نکلے۔ ملازموں نے جھٹ ان کے حضور سواری پیش کر دی' لیکن وہ سواری پر بیٹھنے کے بجائے مسافر کی آواز سن کر ادھر آگئے اور مسافر سے پوچھا کیا آپ محمد بن ادریس ہیں؟

مسافر: جی ہاں میں محمد بن ادریس شافعی ہوں۔

یہ سنتے ہی رئیس نے بڑی عقیدت کے ساتھ سواری امام صاحب کے آگے کر دی اور نہایت خاکساری سے کہا' حضرت اس پر بیٹھئے اور غریب خانے تشریف لے چلئے۔ امام صاحب بے تکلف سواری پر بیٹھ گئے اور سواری روانہ ہو گئی۔ غلام آگے آگے سر جھکائے چل رہا تھا اور آپ سواری پر تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں سواری اس رئیس کی کوٹھی پر پہنچ گئی اور کچھ ہی دیر کے بعد وہ رئیس بھی پہنچ گئے۔

رئیس کی بے انتہا خوشی اور غیر معمولی خاطر تواضع دیکھ کر امام صاحب حیران تھے کہ آخر یہ کون شخص ہے اور مجھ مسافر کے ساتھ احترام و محبت کا یہ سلوک کیوں کر رہا ہے؟ اس عقیدت و عظمت کی کوئی وجہ ضرور ہے۔

تھوڑی دیر بعد دسترخوان بچھ گیا' قسم قسم کے کھانے چنے گئے اور رئیس نے لوٹا اٹھا کر امام صاحب سے کہا' حضرت ہاتھ دھوئیے۔ امام صاحب اٹھے' ہاتھ دھوئے اور بیٹھ گئے' لیکن کھانے کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔

رئیس نے بڑی عاجزی کے ساتھ کہا' حضرت کھانا شروع کیجئے۔

میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ امام صاحب نے ذرا سمٹتے ہوئے کہا۔ رئیس کچھ پریشان ہوئے اور بولے حضرت کیوں؟ کیا کوئی بات ناگوار گزری ہے۔

امام صاحب نے کہا جب تک آپ یہ نہ بتائیں گے کہ آپ کون ہیں اور مجھے آپ نے کیسے پہچانا تب تک میں نوالہ نہیں لوں گا۔ رئیس بولے حضرت یہ کونسی بات ہے' آپ

اطمینان سے کھانا کھائیے۔ دراصل میں آپ کا شاگرد ہوں۔ جب آپ بغداد میں تشریف رکھتے تھے' اس وقت آپ نے ایک عظیم کتاب لکھ کر سنائی تھی۔ اس کتاب کے سننے والوں میں ایک میں بھی تھا۔ آپ میرے استاد ہیں اور آپ کی خدمت اور عظمت مجھ پر واجب ہے۔

یہ سن کر امام صاحب بے انتہا خوش ہوئے۔ اٹھے اور رئیس کو گلے سے لگالیا۔ پھر فرمایا! علم دین کا رشتہ واقعی بڑا اہم رشتہ ہے اور پھر خوشی خوشی رئیس کے ساتھ کھانا کھایا۔

سعادت مند شاگرد کے یہاں رہتے ہوئے تین دن ہو چکے تھے۔ چوتھے دن بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ رئیس نے کہا' حضرت حران کے اطراف میں میرے چار گاؤں ہیں اور خدا گواہ ہے کہ یہ چاروں انتہائی زرخیز ہیں' میرا جی چاہتا ہے کہ آپ یہیں حران میں رہ جائیں اور یہ چاروں گاؤں آپ قبول فرمائیں۔

چاروں گاؤں مجھے دے دو گے تو تمہاری گزر بسر کیسے ہوگی؟ امام صاحب نے کہا۔

حضرت آپ فکر نہ فرمائیں' دیکھئے ان بکسوں میں چالیس ہزار دینار موجود ہیں۔ میں اس رقم سے کوئی بڑا کاروبار کرلوں گا۔ سعادت مند شاگرد نے کہا۔

میرے عزیز! میں گھر سے اس لئے تو نہیں نکلا کہ دنیا کی دولت کماؤں اور آسائشیں حاصل کروں' میں تو اپنی بوڑھی ماں کی دعا لے کر نکلا ہوں کہ "خدا تجھے آسمان علم پر سورج بنا کر چمکائے" امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

سعادت مند شاگرد نے دوبارہ درخواست کی کہ حضرت آپ میری یہ رقم ہی قبول فرمالیں۔ نہ معلوم اس مبارک سفر میں اس اعلیٰ مقصد کیلئے آپ کو کہاں کہاں جانا پڑے لہٰذا آپ یہ رقم ہی قبول فرمالیں۔ شاگرد نے یہ درخواست کچھ اس عقیدت اور خلوص کے ساتھ کی کہ امام صاحب اس کی درخواست رد نہ کرسکے اور وہ رقم لے کر روانہ ہوئے۔

راستے میں احمد بن حنبل' سفیان' امام اوزاعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم ملے اور دوسرے بہت سے علماء ملے' امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کھلے دل سے رقم ان بزرگوں میں تقسیم کرتے گئے یہاں تک کہ جب شہر رملہ میں پہنچے تو ان کے پاس اس چالیس ہزار کی اتنی بڑی رقم میں سے صرف دس دینار باقی تھے۔

پڑھنے کا شوق

امام ابو یوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ' حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد تھے۔ آپ بہت ہی غریب تھے۔ پڑھنے کا اتنا شوق تھا کہ جو کچھ روکھی سوکھی مل جاتی

کھا لیتے اور پڑھنے کیلئے روانہ ہو جاتے۔ امام صاحب سے نو سال تک پڑھتے رہے۔ پابندی سے پڑھنے جاتے، کبھی ناغہ نہ کرتے۔ نو سال کی مدت معمولی تو ہے نہیں، لیکن آپ کے شوق کا یہ حال تھا کہ ان نو سالوں میں کوئی ایک دن بھی ایسا نہ گزرا کہ آپ نے فجر کی نماز امام صاحب کے ساتھ جماعت سے نہ پڑھی ہو۔

امام بخاریؒ کا غیر معمولی حافظہ

امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرتبہ تمام محدثین میں بڑا ہے اور جن کی کتاب بخاری حدیث کی کتابوں میں سب سے زیادہ مانی جاتی ہے۔ ان کے ساتھیوں نے ان کا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ہم سب لوگ حدیث کا علم پڑھنے جایا کرتے تھے۔ جو کچھ استاد پڑھاتے ہم لوگ تو لکھ لیا کرتے لیکن امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یوں ہی واپس آجاتے۔ ہمیں ان کی حالت پر بہت افسوس ہو تا کہ بے چارے روزانہ جاتے ہیں لیکن جیسے جاتے ہیں ویسے ہی کورے چلے آتے ہیں۔ آخر جب کئی دن گزر گئے اور ہم سے رہا نہ گیا تو ان سے کہا۔ بھائی تم کیوں اپنا وقت ضائع کرتے ہو۔ امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خاموش رہے۔ جب ہم نے کئی بار ان سے یہی کہا تو کہنے لگے اچھا لاؤ دکھاؤ تم نے کیا لکھا ہے؟ ہم نے جو حدیثیں لکھی تھیں وہ مجموعہ نکال کر ان کو دیا۔ اس مجموعہ میں ہم نے پندرہ ہزار حدیثیں لکھی تھیں۔ کہنے لگے اچھا لو اپنا مجموعہ لو اور سنو۔ یہ فرمایا اور فرفر پندرہ ہزار حدیثیں سنادیں۔ امام صاحب کا یہ حیرت انگیز حافظہ دیکھ کر ہم سب دنگ رہ گئے۔ امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ چھ لاکھ حدیثوں کے حافظ تھے۔ چھ لاکھ حدیثوں میں سے سات ہزار دو سو پچھتر (۷،۲۷۵) حدیثیں منتخب کر کے صحیح بخاری میں جمع فرمائی ہیں اور ہر حدیث دو رکعت نفل پڑھ کر لکھی ہے۔ جب ہی تو امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب قرآن شریف کے بعد سب سے زیادہ صحیح مانی جاتی ہے اور دنیا بھر میں مقبول ہے۔

حافظہ کا امتحان

امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بار بغداد تشریف لے گئے۔ ان کے علم اور حافظہ کا چرچا تو بغداد، مصر، کوفہ اور بصرہ ہر طرف تھا ہی بغداد کے علماء نے آپس میں یہ طے کیا کہ ان کا امتحان لیا جائے۔ چنانچہ دس آدمی مقرر کئے گئے کہ ہر ایک دس دس حدیثیں منتخب کرے اور ان میں اپنی طرف سے کچھ گھٹا بڑھا کر امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھے۔ امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مجلس میں بلائے گئے اور ہر ایک نے ترتیب وار دس دس حدیثیں پوچھیں۔ امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہر ایک کے جواب میں فرماتے

مجھے اس حدیث کی خبر نہیں جو تم نے سنائی۔ جب دسوں آدمی اپنی انتخاب کی ہوئی سو حدیثیں سنا چکے تو امام صاحب سنبھل کر بیٹھے اور پہلے پوچھنے والے سے فرمایا۔ آپ نے پہلی حدیث یہ سنائی' دوسری یہ سنائی' تیسری یہ سنائی۔ اس طرح پہلے ان کی سنائی ہوئی غلط حدیث ترتیب وار سناتے پھر بتاتے اس حدیث میں آپ نے یہاں غلطی کی۔ اس حدیث میں آپ نے یہ پڑھا۔ اس حدیث میں آپ نے یہ الفاظ گھٹائے۔ پھر اسی طرح آپ نے دوسرے آدمی سے فرمایا۔ پھر تیسرے سے۔ غرض ایک ایک کرکے آپ نے دسوں آدمیوں کو پہلے ان کی غلط پڑھی ہوئی حدیثیں سنائیں پھر صحیح پڑھ کر بتائیں۔ یہ منظر دیکھ کر وہ لوگ دنگ رہ گئے۔

عمل پر علم کی فضیلت کے پانچ وجوہ

علم کو عمل پر پانچ وجہوں سے فضیلت حاصل ہے۔
علم، عمل کے بغیر بھی حاصل ہو جاتا ہے لیکن عمل علم کے بغیر نہیں ہو سکتا۔
علم، عمل کے بغیر نفع پہنچا سکتا ہے۔ عمل علم کے بغیر کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا۔
علم روشنی ہے اور عمل علم کی روشنی ہی سے روشن ہوتا ہے۔
علم انبیاء علیہم السلام کا مقام ہے جیسا کہ راحت جاں ﷺ نے فرمایا۔ "میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں۔"
علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور عمل بندوں کی صفت ہے اور اللہ کی صفت بندوں کی صفت سے افضل ہے۔ (علماء اسلاف)

طالب علم کے لئے چھ اجر

پیغمبر رحمت ﷺ نے فرمایا۔ "جو شخص جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے پھر کسی علمی مجلس میں بیٹھ کر خدا کا کلام سنے اور جو کچھ سنے اس کے مطابق عمل کرے۔ وہ اس کے صلے میں خدا سے چھ اجر پائے گا۔

۱۔ اس کو حلال روزی نصیب ہو گی۔
۲۔ عذاب قبر سے نجات حاصل ہو گی۔
۳۔ اس کا اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔
۴۔ پل صراط پر وہ بجلی کی طرح گزر جائے گا۔
۵۔ وہ پیغمبروں کے ساتھ بٹھایا جائے گا۔
۶۔ اور جنت میں اس کیلئے سرخ یاقوت کا ایسا حسین اور کشادہ محل تیار کیا جائے گا

جس کے چالیس دروازے ہوں گے۔ (زبدۃ الواعظین)

علم کے تین حرف

بزرگوں نے کہا ہے۔ "علم کے تین حرف ہیں۔ ع' ل' م۔ "ع" سے مراد علیین (علیین سے مراد وہ اعلیٰ مقام ہے جہاں اہل جنت کے ناموں کا اندراج ہوتا ہے۔ ان کے نیک اعمال کے فائل تیار کئے جاتے ہیں اور سب سے پہلے اہل جنت کی روحوں کو وہیں ٹھہرایا جاتا ہے اور پھر وہاں سے اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچا دیا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے ان کتب الابرار لفی علیین' وما ادراک ماعلیون' کتب مرقوم' یشہدہ المقربون○ بے شک نیک لوگوں کے اعمالنامے علیین میں ہیں اور تم کیا جانو کہ علیین کیا ہے' لکھا ہوا دفتر ہے' جس کے پاس مقرب فرشتے حاضر رہتے ہیں) ہے۔ "ل" سے مراد لطف ہے اور "م" سے مراد ملک (اقتدار اور بادشاہی) ہے۔ پس علم کا "ع" عالم کو علیین میں پہنچاتا ہے۔ "ل" عالم کو لطیف و مہربان بنا دیتا ہے اور "م" عالم کو عام لوگوں پر اقتدار و عظمت عطا کرتا ہے۔ (مجالس الابرار)

چار آیتیں

۱۔ اور یہ کچھ ضروری نہ تھا کہ اہل ایمان سارے کے ساتھ ہی نکل کھڑے ہوتے مگر ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کی آبادی کے ہر حصے میں سے کچھ لوگ نکل کر آتے اور دین کی سوجھ بوجھ پیدا کرتے اور پھر واپس جا کر اپنی قوم کے لوگوں کو خبردار کرتے تاکہ وہ (غلط روش) سے پرہیز کرتے۔ (سورۃ توبہ ۱۲۲)

۲۔ اللہ سے اس کے بندوں میں علم والے ہی ڈرتے ہیں۔ (سورۃ فاطر ۲۸)

۳۔ اور (اے رسول ﷺ) کہو' اے میرے رب مجھے اور زیادہ علم عطا فرما۔ (سورۃ طہ ۱۱۴)

۴۔ کہو' کیا وہ لوگ جو علم والے ہیں اور وہ لوگ جو علم نہیں رکھتے برابر ہو سکتے ہیں۔ (سورۃ الزمر ۹)

چار حدیثیں

۱۔ ایک مسافر علم کے شوق میں سینکڑوں میل کا سفر کر کے مدینہ منورہ سے شام پہنچتا ہے اور دمشق کی مسجد میں پیارے صحابی حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔

صحابی رضی اللہ عنہ :۔ کہئے بھائی! کیسے آنا ہوا؟
مسافر! حضرت! آپ کی زبان سے صرف ایک حدیث سننے کیلئے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ حدیث آپ نے خود نبی ﷺ کی مبارک زبان سے سنی ہے۔
صحابی رضی اللہ عنہ :۔ واقعی آپ کسی اور غرض سے نہیں آئے ہیں؟
مسافر:۔ جی ہاں حضرت! اور کوئی غرض نہیں ہے۔
صحابی رضی اللہ عنہ :۔ کسی کاروباری ضرورت سے تو نہیں آئے ہیں؟
مسافر:۔ جی نہیں، کوئی کاروباری ضرورت نہیں ہے۔
صحابی رضی اللہ عنہ :۔ صرف حدیث رسول ﷺ کے شوق میں آئے ہیں تو سنئے۔
میں نے خود رحمت دوجہاں ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے۔

"جو شخص تلاش علم کے شوق میں کسی راہ پر نکلتا ہے تو خدا اسے جنت کو جانے والی راہ پر چلاتا ہے اور فرشتے اس کی خوشی کیلئے اس کی راہ میں اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور زمین و آسمان کی ساری مخلوقات یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں بھی عالم دین کیلئے دعائیں کرتی ہیں کہ خدایا تو اسے بخش دے۔

ایک عبادت گزار کے مقابلے میں ایک عالم دین کی بڑائی اتنی ہی زیادہ ہے جتنی ایک چاند کی بڑائی آسمان کے تمام ستاروں کے مقابلہ میں۔

اور انبیاء کی میراث پانے والے وہی لوگ ہیں، جو دین کا علم حاصل کریں کیونکہ انبیاء کی میراث سونے کے اور نہ چاندی کے سکے ہیں بلکہ ان کی میراث تو صرف دین کا علم ہے۔ پس جس نے یہ دولت پالی، اس خوش نصیب نے بہت بڑی دولت پالی۔

۲۔ مشہور صحابی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رحمت دوجہاں ﷺ نے فرمایا!

"علم دین حاصل کرو۔ علم دین محض خدا کی خوشنودی کیلئے حاصل کرنے سے خدا کا خوف پیدا ہوتا ہے۔ طلب علم عبادت ہے، علم کا سیکھنا سکھانا اور مذاکرہ خدا کا ذکر اور تسبیح ہے، علم کی تلاش اور کوشش جہاد ہے، ناواقفوں کو سکھانا پڑھانا صدقہ ہے۔ ضرورت کے موقع پر علم سے کام لینا اجر و ثواب ہے۔ علم حلال و حرام کو پہچاننے کا ذریعہ ہے۔ علم جنت کے راستے پر روشنی کا ستون ہے۔ تنہائی کے گوشے میں مونس اور پردیس میں رفیق ہے، خلوت کا رازدار ساتھی ہے۔ راحت اور مصیبت دونوں میں رہنمائی کرنے والا ہے۔ دشمنوں سے مقابلہ کیلئے زبردست ہتھیار ہے۔ دوستوں کے درمیاں زینت و جمال ہے، علم ہی کے ذریعے اللہ قوموں کو اونچا اٹھاتا ہے..... اور ان کو پیشوا اور امام بنا دیتا ہے کہ قومیں

ان کے پیچھے چلتی ہیں۔ ان کی زندگیاں لوگوں کیلئے نمونہ اور مثال بن جاتی ہیں اور لوگ ان کے قول و فعل کی پیروی کرتے ہیں۔ پست اقوام کو علم کی بدولت یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے کہ ان کی رائے ہر معاملے میں آخری رائے سمجھی جاتی ہے۔ فرشتے ان کی خدمت و رفاقت کی آرزو کرنے لگتے ہیں اور عاجزی کے ساتھ اپنے پروں سے ان کو چھوتے ہیں۔ ان کیلئے دنیا کی ہر خشک و تر چیز استغفار کرتی ہے یہاں تک کہ دریاؤں کی مچھلیاں' کیڑے مکوڑے' جنگل کے درندے اور چوپائے بھی ان کیلئے دعائیں کرتے ہیں۔ علم جہالت کی موت سے دلوں کو زندگی بخشتا ہے' علم اندھیرے میں روشنی اور چراغ کا کام دیتا ہے۔ علم انسان کو دنیا اور آخرت میں پسندیدہ لوگوں کے مرتبے تک پہنچاتا اور اونچے درجوں پر فائز کراتا ہے۔ علم میں غور و فکر روزے کے برابر ہے اور علم کی مشغولیت قیام لیل کے مانند ہے۔ علم ہی کے ذریعہ آدمی صلہ رحمی کا سلیقہ سیکھتا ہے اور حلال و حرام میں تمیز کرتا ہے' علم عمل کا راہبر ہے اور عمل علم کا پیرو ہے.......... علم کی توفیق سعید اور خوش نصیب بندوں ہی کو ملتی ہے' بدنصیب علم کی دولت سے محروم رہتے ہیں۔ (جامع بیان العلم لحافظ ابن عبد البر)

۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ محبوب دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! علماء آسمان کے روشن ستاروں کے مانند ہیں جن کی روشنی خشکی اور تری میں رہنمائی کرتی ہے۔ اگر یہ ستارے چھپ جائیں تو اس بات کا یقینی خطرہ ہے کہ راہ چلنے والے صحیح راہ سے بھٹک جائیں۔ (مسند احمد)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ جب تم جنت کی کیاریوں کے پاس سے گزرا کرو تو ان سے کچھ فیض ضرور حاصل کر لیا کرو۔ صحابہ علیہم الرضوان نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی کیاریوں سے کیا مراد ہے۔ فرمایا! جنت کی کیاریاں یہی علمی مجلسیں ہیں۔ (طبرانی)

آخری گزارش

محترم قارئین کرام! مصنف کتاب ہذا کے برادر اِن لاء محافظ وطن حوالدار محمد ایاز خان' جو کہ کوئٹہ بم دھماکہ میں حادثاتی طور پر شہید ہوئے۔ ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کی استدعا ہے۔ شکریہ

☆.... خیرالاشغال تهذیب الاطفال
بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنا بہترین کام ہے۔

☆.... ان العلم نوروالجهل ظلم
بے شک علم نور ہے اور جہالت اندھیرا۔

☆.... علم ایک لازوال دولت ہے جو کہ کم نہیں ہوتی بلکہ اسے جتنا استعمال کیا جائے اتنی بڑھتی ہے۔

☆.... انسان کی پہچان دولت سے نہیں بلکہ علم سے ہوتی ہے۔

☆.... انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف علم ہی کی بناء پر ملا۔

☆.... علم ایک ایسی دولت ہے جسے کوئی چور چرا نہیں سکتا۔

☆.... تمام خوبیوں کا مجموعہ علم سیکھنا اور اس پر عمل کرنا اور پھر دوسروں کو سیکھانا ہے۔

☆.... علم کے ذریعے سے ہی انسان اللہ تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

☆.... علم سے انسان خودی کو پہچان سکتا ہے۔

☆.... علم کی بدولت انسان فرشتوں سے افضل قرار پایا۔

☆.... حدیث شریف کے مطابق علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

☆.... انسان نے علم ہی کی بدولت چاند ستاروں اور سیاروں کو مسخر کر لیا ہے۔

انگلیاں میری ہیں اور ان میں قلم ہے تیرا　　ہاتھ میرا ہے مگر اس پر کرم ہے تیرا

چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی (ایم اے اسلامیات)

کی عالمانہ' عارفانہ' عاشقانہ' چند تحریریں

وسیلہ محبوب ﷺ	گریہ محبوب ﷺ
بزم محبوب ﷺ	عشق خیرالوری ﷺ
اطاعت محبوب ﷺ	جنت کے مالک
شان غوث اعظم رضی اللہ عنہ	راحت دو جہاں ﷺ
لفظ ولی کا معنی و مفہوم	قلب سلیم
عقیدت کے پھول	آئینہ جمال کبریاء ﷺ
بنا کے مصور نے توڑا قلم	محبت اور علامات محبت
آداب محبت	صحابہ رضی اللہ عنہم کے عقائد
اسلاف کا جذبہ ایثار	اسلاف کا عشق
اسلاف کا اخلاق	اسلاف کا شوق علم
حقیقت عظمت	حقیقت عشق